امامِ وقت بھی تھے اس کی ہی حفاظت میں
سپرد اس کے تھی ایک اک امانتِ شبیرؑ

اب اس کے بعد میں اے تجمّم کیا کہوں آخر
فضائے رعب و جلالت ہے میری دامن گیر

○

منقبت

شرف کچھ کم نہیں عونؑ و محمدؑ کی ولادت کا
مدینہ میں اضافہ ہوگیا نور اور نکہت کا

بنی ہاشم ہیں اس پر مرتبہ پایا شہادت کا
نہ ہو کیوں غلغلہ پھر حُسن صورت حُسن سیرت کا

ابھی آتا ہے یہ تحفہ نگارستانِ معنی سے
ترو تازہ ہے گلدستہ بہارستانِ مدحت کا

دوگانہ شکر کا پڑھنا ہے مدحت کے مصلّے پر
خدا نے دن دکھایا شاہزادوں کی ولادت کا

کسی کو کیا خبر دو ناصرِ شبیرؑ آئے ہیں
فقط زینب کو اندازہ ہے چہروں کی جلالت کا

وفا پر دے کے جانیں عین ایامِ جوانی میں
بہت معیار اونچا کردیا انساں کی عظمت کا

یہ بالاتر ہیں آدم سے یہ نازِ آدمیت ہیں
غلاموں کو ملا ہے ان سے منصب آدمیت کا

کبھی تو مدحِ اہل بیت میں بھی صرف کر واعظ
جو طعن وطنز سے مل جائے تجھ کو وقت فرصت کا

تشدد لاکھ ہو ہم پر تدارک کچھ نہیں ہوتا
نمونہ دیکھ لیجیے آج اسلامی حکومت کا

گزرتی ہے جو ہم اہل ولا پر ہم ہی واقف ہیں
ہمیں ہے فخر حاصل جذبۂ حق کی حفاظت کا

کڑکتی بجلیوں کا ان کی تلواروں میں عالم ہے
ابھی کمسن ہیں لیکن وار کرتے ہیں قیامت کا

میں تجمّم اپنا فریضہ جانتا ہوں یہ ثنا گوئی
مرا مقصد نہیں اظہار اپنی قابلیت کا

○

قوم کی ماں

اے علیؑ کی لاڈلی آغوشِ زہراؑ کی پلی   ہو بہو صورت میں زہراؑ اور تیور میں علیؑ

اپنے بھائی کی بہن روحِ بہارِ کربلا   پیکرِ ہمت شریکِ کارزارِ کربلا

کیا صفیں الٹی ہیں جرأت کے گواہوں نے ترے   دودھ کی طاقت دکھادی کجکلاہوں نے ترے

تیرے اک خطبہ سے کوفہ میں دہائی ہوگئی   لب کشائی کیا ہوئی خیبر کشائی ہوگئی

تیرے لہجہ سے لسان اللہ کا لحن آشکار   اے غریبِ کربلا قرآن کی سرمایہ دار

تیرا اسوہ زندگی ہے حریت کے نام کی   قید میں مشکلکشا تھی ملتِ اسلام کی

نقص آسکتا ہے عزت کے خزانے میں کوئی   جیسے قرآں جاکے رکھ دے قید خانے میں کوئی

صنفِ نسواں کو ترے ہم صنف ہونے پر ہے ناز   اے حرم کی قافلہ سالار و عقلِ کارساز

علم تکوینی ہے تیرا اور عمل حُسنِ عمل   اللہ اللہ کربلا کی آخری مشکل کا حل

تیری ہستی آیۂ تطہیر کی تفسیر تھی   تیرے چہرہ کی جلالت چادرِ تطہیر تھی

تو نے مجلس کی بنا سے قوم کی تعمیر کی
قوم کی ماں اور بیٹی شاہِ خیبر گیر کی

منقبت

آ گیا ہوں مدحِ اصغرؑ تک بعنوانِ حُسیں
شکر کے سجدے میں ہے اب میرے خامہ کی جبیں

اس کی صورت نے دکھایا جلوۂ حُسن آفریں
عشق صادق ہو تو بے دیکھے بھی آتا ہے یقیں

اے سراپا حُسن اصغرؑ اے علیِؑ چارمیں
تیری ہی صورت میں نکھرا حُسن صورت آفریں

مدح کے عالم میں ہر مصرعہ پہ ہل جاتا ہے دل
میرے دل کی جنبشیں لکھ لیں کراماً کاتبیں

اللہ اللہ اک تبسم میں یہ طاقت یہ جلال
تھی امامت درمیاں ورنہ الٹ جاتی زمیں

داد دیں حُسنِ عمل کی اس کے پیغمبرؐ امام
میری کیا ہستی کہوں میں آفریں صد آفریں

منفرد ہے ذاتِ اصغرؑ ورنہ دو اس کا جواب
جانشیں ہے کون اس کا وہ ہے کس کا جانشیں

کون ہے شیرؑ کے ہاتھوں پہ ساحل نے کہا
موجِ دریا نے صدا دی رحمۃ للعالمیں

بس نہ تھا کچھ ورنہ جب ہاتھوں پہ لائے ہیں حسینؑ
جی کڑا کر کے اٹھا ہی لیتے جبریلؑ امیں

شاعرِ یورپ ثنا خواں ہے زہے شانِ عمل
ساری دنیا میں مثال ایسی نہیں ملتی کہیں

مطمئن بیٹھا ہوں میں اس کی محبت کے طفیل
دل کے احساسات میں اب کوئی گنجایش نہیں

جس زمینِ شعر میں کرتا ہوں مدحِ اہلِ بیتؑ
یوں بھلی لگتی ہے جیسے ہو وطن کی سرزمیں

شغلِ مدحت میں فرشتہ موت کا آیا اگر
میں کہوں گا اک ذرا ٹھہرو ابھی فرصت نہیں

تیرا محتاجِ کرم ہوں ورنہ اے عرشِ آستاں
میں تیرے در پہ کھڑے ہونے کے بھی قابل نہیں

ہند میں جیسے ہیں ایسے چاہنے والے کہاں
تو کہیں تیرے پرستاروں کی منزل ہے کہیں

اہلِ بیتِؑ مصطفےٰؐ میں کیا سوال امتیاز
اک علیِؑ اولیں ہے اک علیِؑ چارمیں

منقبت کرتا ہوں اس مصرعہ پہ کاشفؔ کے تمام
السلام اے سایہ ات خورشیدِ رب العالمیں

O

منقبت

دینِ فطرت جو کرے گا استوار آہی گیا درد دل کے تکملہ کا ذمہ دار آ ہی گیا
ہم نہ کہتے تھے جسے آنا ہے آئے گا ضرور جان صدقے دل فدا آنکھیں نثار آہی گیا
جب ضرورت اک علیؑ کی پھر ہوئی میدان میں چھ مہینے کا علیؑ مردانہ وار آہی گیا
نعرۂ صلواۃ کی محفل میں بارش ہوگئی ذکر اس کا صورتِ ابرِ بہار آہی گیا

پندرہ ماہ رجب کی جنجم دعوت جب ملی
اور کچھ دن زندگی کا اعتبار آہی گیا

○

منقبت

مظہرِ معصومیت اے فاطمہؑ کی ورثہ دار کون پاسکتا ہے تیری منزل صبروقرار
راہِ حق میں ہرقدم ایثار کی تفصیل تھا تیرا منصب مقصدِ شبیرؑ کی تکمیل تھا
تیرے لفظوں نے لسان اللہ کی تفسیر کی اپنے بابا کی زباں سے کی جہاں تقریر کی
سوئے میداں اذنِ جنگِ کربلا لے کر گئے تجھ سے اٹھارہ بنی ہاشم رضا لے کر گئے
تیری عزت پر درود اور تیری عظمت پر سلام تیرے سایہ میں پلا کونین کا چوتھا امام

ناصبانِ شام و کوفہ کی سماعت دنگ تھی
تیرے اک اک لفظ میں کیا بے تشدد جنگ تھی

○

منقبت

عباسؑ ہیں نظر میں ولا کا شباب ہے — سوتا ہوں جاگتا ہوں تصور ہے خواب ہے
مدّاح جس کا ہوں وہ جلالت مآب ہے — دیکھوں تو کون کون مرا ہمرکاب ہے
حاصل ہے جس کو مدح کی منزل میں دستِ غیب — اس کے ثناگروں میں وہی کامیاب ہے
میں ہوں اس اجتہاد کی مسند پہ جلوہ گر — میرے مقلدوں میں ہر ایک انتخاب ہے
ہم بزمِ میگساروں سے الجھے نہ ہم کبھی — سلجھاتی ہے دماغ یہ ایسی شراب ہے
پہنچے کوئی ضرر بھی جو اپنوں کے ہاتھ سے — ہم وہ ہیں انتقام سے بھی اجتناب ہے
تابِ سخن بھی قوتِ بازو بھی ہے مگر — یہ صبر و ضبط بہرِ حصول ثواب ہے
غیروں کا مسئلہ ہو تو وہ اور بات ہے — لیکن مصالحت بھی شریکِ نصاب ہے
اے دوست اہلِ بیتؑ کے اسوہ پہ کر نظر — حاصل اگر تجھے شرفِ انتساب ہے
تقلیدِ اہلِ بیتؑ عمل میں نہ کی اگر — پھر مدح کا صلہ بھی خیال اور خواب ہے
عالم میں کربلا کے مجاہد ہیں انتخاب — عباسؑ ان مجاہدوں میں انتخاب ہے
آساں نہیں ہے اس کی جلالت پہ تبصرہ — دل کو مقامِ مدح میں بھی اضطراب ہے
نسبت سے اس کی فضل و شرف کو ملا وجود — قسمت ہے ان کی اس سے جسے انتساب ہے
اس کی نظر میں ساحل و میدان بے بساط — دریا بھی اس کے سامنے چشمِ پُر آب ہے
صورت کی شان یہ ہے کہ یوسفؑ ہیں دم بخود — سیرت کا حسن جان و دلِ بوترابؑ ہے
آنکھیں نبوت اور امامت کی ہیں نقیب — پیشانئ بلند خدا کی کتاب ہے
کیا اس کی معرفت کا ہے عالم نہ پوچھیے — سوچا تو صبحِ نور ہے دیکھا تو خواب ہے
تو فاتحِ فرات ہے عباسِؑ ذی شرف — کس کو ہُوا نصیب جو تیرا خطاب ہے

اس کی ولا میں نجم عرض ہے کہ ہے خلوص
در پیش ابھی یہ مرحلہ احتساب ہے

منقبت

آیا مری زباں پہ جب مدح کا ترانہ — روحی فداک کہہ کر چپ رہ گیا زمانہ
میرے نصیب میں تھا مطلع یہ عارفانہ — مصرع ہیں مدح کے دو یا عید کا دوگانہ
میری زباں پہ اس کی مدحت کا ہے ترانہ — جس کو لسانِ قدرت کہتا ہے ہر زمانہ
گزرے مَلک بھی میرے باغِ سخن کی حد سے — ممکن ہے اک نظر بھی ڈالی ہو طائرانہ
جس کو خدا بہت سے انسان کہہ رہے ہوں — کیا اس کی مدح میں ہو گنجایشِ فسانہ
جو خارجی ہیں وہ ہیں خارج از آدمیت — اس کے محبّ ہیں ورنہ بیگانہ و یگانہ
عیدِ صیام کیا ہے کیا عیدِ ماہ قرباں — اس عید پہ تصدق ہر عید ہر زمانہ
اس عید نے بنایا سرمایۂ حقیقت — یہ عید گر نہ ہوتی اسلام تھا فسانہ
وہ کون سو رہا تھا خیبر کو فتح کرتا — ہوتی یمن میں کس کی تقریر عالمانہ
بعدِ نبیؐ خلافت ہر رُخ سے ہے علیؑ کی — کس نے لگادیا یہ غیروں کا شاخسانہ
دام و درم سے اپنے علم و عمل سے اپنے — مولاؑ نے بھر دیا ہے اسلام کا خزانہ
دنیا میں بات رکھ لی اسلام کی علیؑ نے — گزرا ہے اے مسلماں ہر دور ظالمانہ
اک وار کی بھی حد تک اس نے پہل نہیں کی — جنگیں بہت لڑی ہیں لیکن مدافعانہ
جب بھی اسی کے سب سے بڑھ کر رہے فضائل — جب کھل گیا حدیثیں ڈھلنے کا کارخانہ
تسلیم کر رہے ہیں ہم اس کی حکمرانی — تا حشر جس کا پوتا ہے صاحبِ زمانہ
مدحت نہ کی علیؑ کی گر آخری نفس تک — یہ مرگِ شاعری ہے اور خبطِ شاعرانہ
یہ فتح یا بیاں تھیں سب اس کے دم قدم سے — رکھ دو کسی کے سر پر اب تاجِ فاتحانہ
چوتھا خلیفہ اس کو کہدوں خدا نہ کہدوں — اس سے کہیں ہے بہتر یہ مدحِ کافرانہ
ہر شجرۂ تصوف اس تک پہنچ رہا ہے — لیکن کہی کسی نے یہ بات منصفانہ
مجرم ہوں میں غلو کا قصر اُن کو ہو مبارک — ہے دینِ شیخ صاحب اب درسِ ناصحانہ

مدحت کو اس کے آگے میری زباں نہ کھلتی — قسمت سے کر رہا ہوں توصیفِ غائبانہ
ہر اک صفت پہ اس کی دل بولتا ہے میرا — وہ اور ہوں گے جن کا مسلک ہے راویانہ
ہندی سہی مگر ہوں مولاؑ کے درکا شاعر — عرفیؔ سے ہورہی ہے چشمکِ معاصرانہ
میں مدح کر رہا ہوں بے فکر اجر و اجرت — کس کو نصیب ہے یہ اندازِ شاعرانہ
ہاں اے سفیرِ فطرت بن جائے نظم میری — ایمان کا وظیفہ اسلام کا ترانہ
کہنے کی بات کہہ دوں بگڑے کوئی تو بگڑے — مجھ کو نہیں گوارا توصیف تاجرانہ
جب حق کا مسئلہ ہو ڈرتا نہیں کسی سے — ورنہ میری روش ہے اکثر مصالحانہ
جو درد کا ہے مالک اس کی پناہ میں ہوں — مجھ کو ستائے گی کیا بے دردیِ زمانہ
جنت کی نکہتوں نے جادے بنا دیے ہیں — ہے اس کے مدح گو کا پھولوں میں آشیانہ
اونچا کر اور اونچا یہ منقبت کا پرچم — مائلؔ یہ سرکشی ہے کچھ روز سے زمانہ
اعدا کی سرزنش کو دے وہ قلم میں قوت — جو موسوی عصا کا زندہ کرے فسانہ
میری خصوصیت ہے تخلیق وضع نو کی — اوروں کو ہو مبارک انداز عامیانہ
یوں ہے رواں ولا میں میرا قلم خراماں — جیسے کسی حسیں کی رفتارِ والہانہ

ہوتی ہے بار اکثر حق بات سامعہ پر
کہہ دیجیے قصیدہ ہے یہ مناظرانہ

O

منقبت

حُسنِ حسنؑ کی مدح میں گزرے اگر حیات — ہر روز روزِ عید ہو ہر شب شبِ برات
پیغامِ صلح پر جو کیا اس نے التفات — کتنی بلند ہوگئی انسانیت کی بات
تا حشر احترام کریں گے خدا پرست — بخشا ہے اس نے صلح کو وہ خلعتِ حیات

پاکیزگیِ روح بعید از تصورات
پیکر کے اعتبار سے روحِ جمالیات

حق ناشناس کے لیے اک زہر ہے یہ بات
اس گھر کے اعتبار سے قائم ہے کائنات

عشرہ کے دن بھی صبر کیا یہ ہے اور بات
ورنہ ہے کہ ان کے ہاتھ میں تقدیرِ کائنات

جھوٹی رواتیوں کا ہے یوں سامعہ پہ ہات
کانوں سے ان کے دور ہی رہتی ہے حق کی بات

اس بزمِ عطر بیز میں کیا ان کے نام لوں
بُو دیتے ہیں فساد کی جن کے تصورات

تیرہ سو سال سے ہے ہوا فاصلہ مگر
اژدر کی طرح رینگ کے پہنچی ہے ان کی بات

ملتے ہیں ایسے آج بھی ملّائے کم سواد
جن کے خلاف آلِ پیمبرؐ ہیں درسیات

جن کی بغل میں ایسی کتابیں ہیں شرم سار
ہے علم پہ عذابِ خدا جن کا التفات

خامہ لرزتا ہے کوئی آیت لکھیں اگر
قرآن کانپتا ہے لگاتے ہیں جب یہ ہات

مولاؑ کے دشمنوں کی صفائی کے ہیں گواہ
ان کی زباں سے تنگ ہے الفاظ کی حیات

روزہ نے بھول کر بھی لگایا نہ ان کو منہ
فاقہ کے بھی ہوئے نہ میسّر توجہات

ان کی نماز رسم ہے ان کی دعا ہوس
ہوں دشمنِ حسینؑ سے جن کو توقعات

الفت معاویہ سے عقیدت یزید سے
جیسے یہی تھے دینِ خدا کے مطالبات

آبِ وضو کو ان سے تنفر ہے اس قدر
بے زار جیسے لشکرِ اشرار سے فرات

دشمن کا اہلبیتؑ کے آتا ہے جب خیال
جی چاہتا ہے چھوڑ دوں لفظی تکلفات

خود روک دیتی ہے مجھے تہذیبِ اہلبیتؑ
رہ جاتا ہے تڑپ کے ہجومِ تاثرات

اسلام کو مٹائے گا بوجہل وقت کیا
مدحِ حسنؑ ہے ملتِ اسلام کی حیات

بھرتا ہے دم حسینؑ کا زورِ یداللّٰہی
خلقِ پیمبریؐ کو حسنؑ سے ملا ثبات

ایسے حسیں کا نام نہ کیوں کر حسینؑ ہو
جو کائناتِ حُسن ہے جو حُسنِ کائنات

ماحولِ ظلم و جور میں تکمیلِ صبر سے
پورے کیے ہیں دینِ خدا کے توقعات

اس قوم نے دیا ہے ہمیں کربلا کا غم
تیرے کرم سے جس کو دوبارہ ملی حیات

میں سوچتا ہوں عرض ہی کر دوں حضورؐ میں
دل سے تڑپ کے آ ہی گئی جب لبوں پہ بات

مولاؑ ترے کرم کا یہ مصرف نہ ہو کہیں
مل جائے نار سے نہ عدو کو ترے نجات

مردانِ حق پسند میں کیا اس کا تذکرہ
اوڑھے ڈوپٹہ پھرتا ہے جو مردِ بدصفات

اپنے خیالِ خام میں اسلام کی سپر
اسلام کی نظر میں اسیرِ توہّمات

جس سے اویسؓ و بوذرؓ و سلماںؓ تھے جرعہ کش
اب بھی کھلا ہوا ہے وہ میخانۂ صفات

اسلام جب دورا ہے پہ تھا صلح و جنگ کے
ٹھہری تھی اس کے فیصلہ پہ امرِ حق کی بات

دونوں نواسے پشت پہ سجدے میں تھے رسولؐ
کیا یہ بھی ہیں عبادتِ حق کے لوازمات

ہر اک بشر کو اس کی محبت نہیں نصیب
اہلِ ولا کے ساتھ ہے اہلِ ولا کی بات

فردوسِ اہلِ دل ہے مودّت کی زندگی
اس زندگی میں دن ہے نہ اس زندگی میں رات

ہم تجمّل چار روز کے مہمان ہیں مگر
رہ جائیں گے یہ شعر و ادب کے تبرکات

○

قصیدہ

حمد کی تحریک ہے جس میں وہ منظر دیکھیے
حُسنِ اکبرؑ مصرفِ اللہ اکبر دیکھیے

نورِ خالق ہے تصور میں وہ آسکتا نہیں
ہو تصوّر پر جو قابو زندگی بھر دیکھیے

شبّرؑ و شبیرؑ مل کر ہیں پیمبرؐ کی شبیہ
یہ مگر تنہا ہیں تصویرِ پیمبرؐ دیکھیے

بیچ میں معراج کی شب کا سا پردہ بھی نہیں
کس قدر اللہ سے ہے قربِ اکبرؑ دیکھیے

ملتی جلتی ہے ذرا تشبیہ کامل تو نہیں
زلف و رُخ میں صبحِ خلد و شامِ کوثر دیکھیے

صوتِ اکبرؑ لحنِ پیمبرؐ کا ارکانِ اذاں
مجملاً بھی ذکر ہے کیا روح پرور دیکھیے

تا قیامت ایک حل ہے حسرتِ دیدار کا
مدح کے لفظوں میں جذباتِ ثنا گر دیکھیے

جنگ سے کتنا اہم تھا اذنِ میداں کا سوال
کرلیا اُس شیر نے یہ معرکہ سر دیکھیے

رائے صائب ہے یہی وصف دیانت ہو اگر
سارے مداحوں کو اس منزل میں یکسر دیکھئے

سب برابر ہیں یہاں چھوٹا بڑا کوئی نہیں
اتباعِ سیرتِ آلِ پیمبرؐ دیکھئے

مدحتِ آلِ نبیؐ ہی ہے نمودِ شاعری
غور سے معیارِ افکارِ سخن ور دیکھئے

کربلا کا واقعہ ہے درد افزائے غزل
درد ہے اردو ادب کا خاص جوہر دیکھئے

نازشِ آئینِ فطرت کیوں نہ ہو ان کا وجود
کس قدر احسان ہیں انسانیت پر دیکھئے

اک مسلسل مسئلہ ہے اس کی مدحت کی شراب
خلقتِ اوّل سے اب تک دورِ ساغر دیکھئے

کوئی موقع جاں نثاری کا جو آجائے کبھی
یہ بڑی خوش قسمتی ہے جان دے کر دیکھئے

سربہ سجدہ خامہ دل بے تاب لرزش ہاتھ میں
مدح کے میدان میں عجزِ سخنور دیکھئے

منقبت

داستاں اصغرؑ کی ہے تفسیرِ قرآنِ کریم
اس کی انگلی کا اشارہ ہے صراطِ مستقیم

باپ کے ہاتھوں پہ اس کی سربلندی تھی عظیم
اب مزا دیتا نہیں افسانۂ طور و کلیم

سب سے کم سن تھا یہی مردِ صراطِ مستقیم
کیا عجب اصغرؑ اگر ہو معنی ذبحِ عظیم

جذبۂ درد محبت پہ ہے احسانِ عظیم
دل کسی کا ہو اگر اس کی محبت میں دونیم

چھ مہینہ میں علی اصغرؑ کی قدرت دیکھنا
بن گئی گہوارے سے میداں تک اک مردِ عظیم

کیا ہاتھوں ہاتھ پہنچا جنگ کے میدان میں
پاؤں سے لپٹی ہوئی تھی اس کے راہِ مستقیم

مجھ کو حاصل ہے یہ اصغرؑ کی ثنا میں امتیاز
مری اک اک سانس ہے فردوس کی موجِ نسیم

روکنے کا قصد ماں نے اور نہ بہنوں نے کیا
اللہ اللہ کس قدر اصغرؑ کا تھا عزمِ صمیم

درد کی دنیا ابد تک لا نہیں سکتی مثال — اک تبسم کر گیا ہے اس کا وہ کارِ عظیم
ہمتیں اس نے بڑھا دیں صاحبانِ عزم کی — اس کے صدقے میں ہوئے ہیں سینکڑوں کارِ عظیم
جان دے کر ذہنِ انسانی کو روشن کر دیا — اے شہید ابن شہید اور اے کریم ابن کریم
مجھ میں قائل نہیں ہوں انکسار و عجز کا — میں ہوں سلطانِ سخن اور فکرِ برحق ہے ندیم

○

منقبت

کیا پوچھتے ہو شان علیؑ کے فقیر کی — میرے لیے کھلی ہوئی مے ہے غدیر کی
دل پر مرے نظر ہے صغیر وکبیر کی — اس خُم میں بھی شراب بھری ہے غدیر کی
زاہد کے لب پہ جنت و کوثر کا ہے سبق — میں اس سے بات پوچھ رہا ہوں غدیر کی
آئے فرشتے عرش سے تسبیح چھوڑ کر — کیا بات سیدۂ تری نانِ شعیر کی
ہے کون دستگیر یداللہ کے سوا — دستِ خدا ہے شان مرے دستگیر کی
چاہو جسے امیر بنالو برائے نام — آئی نہیں ہے بات جنابِ امیرؑ کی
اہلِ عزا سے آنکھ پھرائیں گے کیوں علیؑ — جاؤں گا نذر لے کے غمِ دل پذیر کی
کیا ذکر خلد کا یہ نہ سونگھیں گے بوئے خلد — کہہ دو منافقوں سے دعا ہے فقیر کی
یاں کون سی کمی ہے نصیری کو کیا کہیں — واعظ کسے خبر ہے کسی کے ضمیر کی
پڑھتا ہوں میں نمازِ ولا جس پہ رات دن — منزل ہے آسماں سے بلند اس حصیر کی

○

قصیدہ

زبانِ کلک سے آواز بسم اللہ کی آئے
سخن کے شہپروں سے جب صدائے یاعلیؑ آئے

بہ فیضِ مدحِ حُسن و عشق کی صورت گری آئے
شعورِ فکر کے چہرے پہ نورِ آگہی آئے

ضعیفی کا زمانہ ہے شبابِ شاعری آئے
مری ہر بیت میں یارب جمالِ یوسفی آئے

کرم سے اس کے ہوں سرمایہ دار اس کی تولا کا
جگہ اتنی کہاں جو میرے گھر میں مفلسی آئے

ادب سے ہو نشست الفاظ کی قرطاس مدحت پر
مضامیں لے کے دامن میں مری شائستگی آئے

ہر اک تشدید بے گانہ مفہومِ تشدد سے
حسنؑ کی مدح میں بھی رنگ صلح و آشتی آئے

علم بردار ہوں توحید کے جتنے الف آئیں
رسالتؐ کا تصدق ذوقِ معنی پروری آئے

رہے نظروں کا مرکز بائے بسم اللہ کا نقطہ
امامت کے قدم چھو کر قلم کی رہبری آئے

میں شعری آیتوں میں روح بھرتا ہوں مودّت کی
وہ کیا جانیں جنہیں الفاظ کی صورت گری آئے

مقامِ نازِ ابراہیم جس کا خوانِ نعمت ہو
سخاوت نے دعا کی تھی کوئی ایسا سخی آئے

زہے قسمت جو دم بھر کو مرا سر ہو قدم ان کے
وہ سر ہے دردِ سر جس پر کلاہِ خسروی آئے

کہوں وہ فاطمہؑ کے لاڈلے کی مدح میں مطلع
کہ ہنستا کھیلتا مجھ تک غرورِ شاعری آئے

مشیت تھی خدا کی روشنی پر روشنی آئے
نبیؐ تو آچکے دنیا میں تصویرِ نبیؐ آئے

عجب کیا ہے محبت میں اگر دیوانہ ہو جاؤں
تعجب کیا قدم لینے اگر فرزانگی آئے

دمِ آخر مرے لب پر یہ حرفِ آخری آئے
حسنؑ کا نام لوں پھر موت آئے زندگی آئے

ذرا کردار کا بھی آئینہ ہمراہ لانا ہے
مقابل میں جو کوئی دیدنی نادیدنی آئے

صلوٰۃ و صوم سے جو کم سمجھتا ہو ولا ان کی
خدارا سامنے کوئی نہ ایسا اجنبی آئے

دو پارہ کل ہوا تھا آج سو ٹکڑے نہ ہو جائیں
جو ہمت ہو مقابل چودھویں کا چاند بھی آئے

وہ محرابِ حرم ابرو جلالت خیز پیشانی
نظر پڑتے ہی ہر اک دل میں ذوقِ بندگی آئے

وہ بالاتر ہے سب سے آدمی ہو یا فرشتہ ہو
فرشتہ جس کی خدمت کو بشکلِ آدمی آئے

نبیؐ مرکب بنے ہوں جن کی خاطر صحنِ مسجد میں — کسے اس ماہِ کامل سے خیالِ ہمسری آئے
چراغ طور ہو مدحت کی اک اک بیت میں روشن — وہ چاہے تو دلِ شاعر میں ایسی روشنی آئے
محبت ان کی مانگی جائے جب اجرِ رسالتؐ میں — تو دامن اپنا پھیلا کر نہ کیوں پیغمبری آئے
کوئی رتبہ سمجھ سکتا ہے کیا اس کی امامت کا — گلے جس کو لگانے کے لیے پیغمبری آئے
قرینہ سے پیمبرؐ کو بھی اس کی آرزو ہوگی — امامت کے فلک پر چاند نکلے چاندنی آئے
حسنؑ نے صلح کر کے آبروِ اسلام کی رکھ لی — جب آیا جنگ کا موقع حسینؑ ابن علیؑ آئے
حسنؑ کے دشمنوں کو یہ سزا ملنا ضروری ہے — بھرا ہو گھر میں سیم و زر تو ذہنی مفلسی آئے
مجھے تو مدح کے جادہ کی منزل تک پہنچنا ہے — خودی آئے مری تقدیم کو یا بے خودی آئے
بہارِ جاوداں ہر لفظ ہے اس مدحِ عظمیٰ کا — یہ ایسے گل نہیں جن پر پژمردگی آئے
مسلمانوں میں تھے اہلِ نظر بھی دیکھنے والے — کوئی بولا نبیؐ آئے کوئی بولا علیؑ آئے
ثناخواں ہوں گے بے گنتی جلوسِ حشر میں اس کے — خدایا اس سواری میں ہماری یاد بھی آئے
ہزاروں پھول کھل جائیں چمن زارِ عقیدت میں — نئی جنت بنے جب اس کے ہونٹوں پر ہنسی آئے
مخالف کج روی کے پھیر میں گم ہو گئے آخر — حسنؑ کی سمت جو آئے براہِ روشنی آئے
حسنؑ تو آ چکے اب حکمِ حق آنے ہی والا ہے — علیؑ کے گھر میں تصویرِ پیمبر دوسری آئے
زیارت ہو مرے مولاؑ کی مجھ کو موت سے پہلے — خدا ایسا کرے اک دن غرورِ زندگی آئے
اُسے تھا انتظار ایسے مقدس گھر میں آنے کا — جہاں جبریلؑ حاضر ہوں جہاں قرآن بھی آئے
زبانیں روک لیں اپنی لسان اللہ کے دشمن — مزاجِ دوست میں ایسا نہ ہو پھر برہمی آئے
اسی اک سلسلہ کے واسطے پر نظمِ قدرت ہے — امامت ظاہری آئے رسالت معنوی آئے

رہے اے نجم کیوں خالی صدارت بزمِ مدحت کی
ہمارے بعد کوئی اور قسمت کا دھنی آئے

○

منقبت

چار دن بھی نہ ملا آلِ نبیؐ کو آرام ‏ سال بھر ہم کو رُلاتی ہے حدیثِ اسلام
غم ہی ہر دور میں ساتھی ہے علیؑ والوں کا ‏ کبھی آجاتا ہے قسمت سے خوشی کا بھی پیام
اُم کلثومؑ کی تاریخ ولادت ہے آج ‏ آج کا دن ہے محبوں پہ خدا کا انعام
دوسری ثانیِ زہراؑ ہے بہ اوصافِ تمام
اُم کلثومؑ پہ واجب ہے درود اور سلام

○

عروس الکلام

تم تو ہوتے ہی نہ تھے آنکھ سے میری اوجھل ‏ پھر مجھے دردِ جدائی سے کیا کیوں بیکل
تم کبھی تھے میرے کاشانۂ دل کی زینت ‏ تم سے آباد جو تھا اب ہے وہ اُجڑا سا محل
قصرِ کسریٰ تمہیں عاشق کا سیہ خانہ تھا ‏ بوریے کو میرے سمجھا کئے فرشِ مخمل
بزمِ جم سے بھی سوا تھی میری محفل کی بہار ‏ تم تھے پہلو میں تو جنگل میں تھا مجھ کو منگل
مجھ کو یاد آتی ہیں رہ رہ کے پیاری باتیں ‏ شوخیاں تھیں جو قیامت تو غضب تھی چھل بل
بے حجابانہ دکھایا کبھی روئے روشن ‏ اور شرما کے کبھی لے لیا منہ پر آنچل
میری سوتی ہوئی تقدیر جگانے کے لئے ‏ کبھی خلوت میں چلے آئے پہن کر چھاگل
اللہ اللہ کہ پہلے تھی وہ شورا شوری ‏ اب یہ ہے بے مزگی زیست میں جس سے ہے خلل
آج بھولے سے بتاؤ تو کدھر آنکلے ‏ وہ بہانے گئے کس سمت کدھر لیت و لعل

آج کیا اپنے تغافل سے پشیمان ہوئے
آج کیوں آئے ہو ڈالے ہوئے منہ پر آنچل

کس ادا سے یہ کہا اُس نے چڑھا کر تیوری
ہم کو بھاتی نہیں اک آنکھ یہ باتیں مہمل

جب سنے تجھ سے تو شکوہ کے شکایت کے کلام
نہ قصیدہ نہ رباعی نہ مخمس نہ غزل

بات سن غور سے اب چھوڑ بس ان قصوں کو
لازم انسان کو ہے دنیا میں کرے نیک عمل

عہدِ طفلی سے فن شعر کا ہے شوق تجھے
اور سمجھتا ہے کہ میں ہوں شعرا میں اکمل

تیری غفلت کی قسم کھایئے سچ ہے یہ اگر
ہے کہاں ہوش بھی ہے کچھ تجھے گمنامِ ازل

عرش سے فرش تک اس جشنِ مبارک کی ہے دھوم
آج کعبہ میں ہے میلادِ امامِ اول

سُن کے یہ مدحتِ مولیٰ کی ہوا چلنے لگی
مطلع صاف میں مضمون کے اُمڈے بادل

مدح ہے شیرِ خدا کی مجھے لکھنی منظور
اے قلم ہوش میں آ، ہوش میں آ ہاتھ سنبھل

کعبۃ اللہ میں اصنام گرے منہ کے بھل
بُت شکن آیا پڑی لات و ہبل میں ہلچل

منبرِ عرش عُلا تختِ امامِ اوّل
باغِ فردوسِ بریں چرخِ نہم شیش محل

خدمتِ نخلِ امامت سے یہ حاصل ہوا پھل
شاخِ طوبیٰ پہ بنا طائرِ سدرہ کا محل

اصل جس نخل کی ہے خاص خدا کے گھر میں
بارِ امامت کا اٹھائے ہوئے کوپل کوپل

وہ سلیمانؑ ہیں ہے یہ ابر بنا جن کی بساط
خیمہ ہے، چرخِ بریں آپ کا دَل بادل

وہ بہادر یہ دلاور ہے کہ جس کے آگے
جرأت رستم و بہمن کے فسانے ہیں زٹل

ہے اس کے لیے اتممت علیکم آیا
دین اُسی کی تو نیابت سے ہوا ہے اکمل

ایسا عالم کہ پڑھا علم نے جس کا کلمہ
ایسا استاد کہ شاگرد ہے عقلِ اوّل

جس سے بیعت کی امامت نے بھی خود ایسا امامؑ
جس کی امداد کا محتاج رہا ہر مرسل

قاتلِ مرحب و غارت گر کفر و الحاد
اشجعِ ملکِ عرب فاتحِ صفین و جمل

ایسے دشمن ہوئے حضرت کے سب کہ روزِ غدیر
دیکھ کر نورِ بغل ہوگئے منہ زیرِ بغل

کون اس رتبہ کا ہے بعدِ رسولؐ الثقلین
جس کا ایک وار عبادت سے جہاں کی افضل

ہے اسی طرح ثلاثہ پہ علیؑ کی تفضیل
جس طرح تینوں کتابوں سے ہے قرآں افضل

اب کوئی مدحتِ حاضر میں رقم کر مطلع
کان میں آکے یہ فرما گئے عقلِ اوّل

ساقیا آج پلانے میں نہ کر لیت و لعل
کعبہ سے اُٹھ کے وہ میخانہ پہ جھومے بادل

آج میخوار کو میخانہ کی کنجی مل جائے
آج دیدے مرے قبضہ میں صراحی بوتل

ترے الطاف کا اے ابرِ کرم ہوں پیاسا
موج ایسی کبھی آجائے کہ بھر دے جل تھل

ہے یہ منظور فلک تک ترا شہرہ پہنچے
آج بھر جائے ثریا کی بھی خالی بوتل

آج زاہد کی بھی کچھ بدلی ہوئی ہے نیت
آج بچ کر نہ نکل جائے یہ نا کام ازل

ہو نہ ہو جام میں پابند تکلف ہی نہیں
ہو اگر حکم ترا منہ سے لگالوں بوتل

نشہ ہوجائے تو اس شان کا مطلع لکھوں
ہو گماں سب کو کہ ہے نادِ علی کی ہیکل

اے نصیری کے خدا عبدِ خداوندِ اجل
مظہرِ آیتِ حق نفسِ نبیؐ مرسل

دیکھ لیں تیرے فقیروں کو اگر اہلِ دول
بیچ دیں فقر کے بدلے میں امارت کے محل

تو ہی مختار ہے دوزخ کا تو ہی جنت کا
تیری عقبیٰ میں حکومت ترا دنیا میں عمل

آنکھ کھولی تو محمدؐ سے ہوئیں چار آنکھیں
نور خالق کا بنا آنکھ کا تیری کاجل

ماہ ہے چاندنی کا پھول ترے گلشن میں
مہر روشن ہے تری بزم کا ادنیٰ سا کنول

بہرہ ور ہوتی نہ اخلاق و ادب سے دنیا
جلوہ افروز نہ ہوتا جو ترا حُسنِ عمل

ہے یہ فیضِ قدمِ پاک سے زوروں پہ بہار
طعنہ زن خلد پہ ہوتا ہے نجف کا جنگل

تیرے انصاف کی دنیا میں نہ چلتی جو ہوا
قصۂ باز و کبوتر بھی نہ ہوتا فیصل

راہ بھولے ترا زائر جو اندھیرے کے سبب
ساتھ ہو مہرِ فلک شب کو جلا کر مشعل

تیری اُلفت میں جو ہوجائے بشر دیوانہ
اُس پہ سو جان سے قربان ہو عقلِ اوّل

تیری زلفوں کی سیاہی شبِ معراجِ رسولؐ
تیرے چہرے کی ضیا نورِ خداوندِ اجل

نجم ہے اک ترا ادنیٰ سا گدا یا مولا
ہے غنی دولتِ ایماں سے ہے یہ عیدِ اقل

اہلِ دنیا کو نہ لایا کبھی میں خاطر میں
کبھی بھولے سے نہ کی مدحت اربابِ دول

فیض آباد میں لے آیا ہے شوقِ مدحت
نظرِ لطف رہے بہرِ خداوندِ اجل

شرم خادم کی سخن فہموں کے آگے رہ جائے
چار پشتوں سے ہے مدّاح یہ گمنامِ ازل

○

چودھویں کا چاند

ہوئی مصروفِ راحت لیلیِ شب لے کے انگڑائی — خدیو ماہ ہارا شاہِ مشرق نے ظفر پائی

دکھائی صبحِ صادق نے جو اپنی شکل نورانی — صبا کچھ سامرہ سے آج اتراتی ہوئی آئی

نہیں ہیں بے سبب بے وجہ یہ اٹھکھیلیاں اس کی — غدیرِ خم کے رندوں کے لیے مژدہ کوئی لائی

عجب مژدہ ہے گوشِ ہوش سے اے سننے والے سن — حقیقت کی نظر سے دیکھ او چشمِ تماشائی

جنابِ مہدیِ دیں کا زمانہ میں قدم آیا — انھیں تعظیم کی خاطر جو ہیں حضرت کے شیدائی

یہ وقتِ عیش ہے اے نجم پڑھ وہ دھوم کا مطلع — کہ جس کو سن کے بھولیں لن ترانی اپنی سوسائی

زمانہ میں جو نورِ حق کے آنے کی خبر پائی — کلیم اللہ نے جلوہ سے پہلے آنکھ جھپکائی

وہ آئے جن کا آنا تھا مناسب باغِ عالم میں — وہ آئے جن کے آنے سے زمانہ میں بہار آئی

نہیں آسان صورت دیکھ لینا چھپنے والوں کی — کسی کا جذبِ الفت ہے کسی کی جلوہ آرائی

مرے استاد زادے آئے یہ روح الامیں بولے — ہمارے مقتدا آئے یہ عیسیٰ کی صدا آئی

شجاعت نے کہا فخرِ شجاعانِ جہاں آیا — سخاوت نے کہا اب چیز کیا ہے حاتمِ طائی

صدا یہ علم نے دی عالمِ علمِ نبیؐ آیا — صدا یہ حلم نے دی میں نے ان سے منزلت پائی

کہا یہ خضر نے خضرِ طریقت ہے یہی میرا — زمانہ کو تو میں نے اس نے مجھ کو راہ دکھلائی

کہا اعجاز نے اک اس کی ٹھوکر سنو اتم عیسیٰ — برابر ہو نہیں سکتے جو دکھلائے مسیحائی

کہا فتح و ظفر نے فتح کر لے گا یہ عالم کو — قیامت آئے گی اس شیر نے جب کی صف آرائی

کہا وحدت نے ہمسر کون ہے اس کا زمانہ میں — اسی بندہ سے ظاہر ہے خدا کی شانِ یکتائی

کہا انصاف نے نوشیرواں کو کیا لیاقت تھی — اسی کے فیض سے میں نے جہاں میں آبرو پائی

کہا یوسف نے سرتاجِ حسینانِ جہاں یہ ہے — تصدق ہے اسی کا میری رعنائی و زیبائی

جب ان کا عہد آیا پاؤں پھر کیا کفر کے جمتے — ہٹا تھرا کے پیچھے رعب نے جب آنکھ دکھلائی

قدم جب آ کے چومے فتح و نصرت نے بہادر کے — تو خود اقبال نے اقبال کی اس کے قسم کھائی

فلک پر خوف سے خورشید تھراتا ہوا نکلا جلالت دیکھ کر چکر میں آیا چرخ مینائی
مشابہ دستِ حق سے ہاتھ دیکھا جب کہ حضرت کا تڑپ کر تیغ حیدرؑ میان سے باہر نکل آئی
فلک سے بھی اُدھر آوازۂ صلِ علیٰ پہنچے تولاّ کچھ حقیقت میں اگر ہے او تولاّئی
خوشی سے نجم شیعوں کو مبارکباد دیتا ہے حضورِ شاہ میں پھر عرض کرتا ہے یہ شیدائی
اُڑیں گی اب کہاں تک دھجیاں جیب وگریباں کی کہاں تک مشغلے ڈھونڈھا کریں گے روز سودائی
کہاں تک ضبط اب صبر وتحمل ہو نہیں سکتا تمنا ہی تمنا میں رہیں گے کیا تمنائی
کہیں ایسا نہ ہو مشتاق آنکھیں بند ہوجائیں
اُٹھادے اب حجابِ نور او محوِ خود آرائی

زمزمہ

پھر بہار آئی ہے ساقی لا چھلکتے جام دے کب سے کرتا ہے طلب یہ رندمے آشام دے
آج مجھ کو کچھ نہیں اندیشۂ انجام دے ہاں نہ کر اب پیش و پس لیکر خدا کا نام دے
کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِ خدا کو افسری
آج ہر مومن کے چہرہ سے مسرت ہے عیاں آج آپس میں گلے ملتے ہیں سب پیرو جواں
آسماں پر آج ہیں سارے فرشتے شادماں آج دنیا میں نظر آتا ہے جنت کا سماں
کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِ خدا کو افسری

آج بھائی کو کیا اپنا نبیؐ نے جانشیں   ہوگئے حکم خدا سے حاکمِ دنیا و دیں
دوست ہیں سب شاد و خرم جل رہے ہیں اہلِ کیں   پھر گئی ان کی دوہائی آسماں سے تا زمیں

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِؑ خدا کو افسری

آج اپنا جوش دکھلادے مری طبعِ رواں   کھینچ دے تصویرِ محفل تا کہ سب ہوں شادماں
سب کو آجائیں نظر منبر پہ شاہِ انس و جاں   لوگ بول اُٹھیں کہ کہتے ہیں اسے جادو بیاں

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِؑ خدا کو افسری

ہوگئے منبر پہ لو فخرِ دو عالم جلوہ گر   وہ اُٹھایا آپ نے بھائی کا بازو تھام کر
وقتِ خاموشی نہیں اے عاشقانِ پُر جگر   گونج جائے نعرۂ صلوٰۃ سے ہر دشت و در

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِؑ خدا کو افسری

لو وہ حضرت کی سپیدیٔ بغل ظاہر ہوئی   آگئی آواز کانوں میں رسولؐ اللہ کی
لو نبیؐ نے کردیا حیدرؑ کو آج اپنا وصی   لو وہ سن لو نوبتِ من کنت مولیٰ بج گئی

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِؑ خدا کو افسری

لو صدائیں وہ مبارکباد کی آنے لگیں   لو وہ آوازیں فلک سے جا کے ٹکرانے لگیں
نذر کو جنت سے حوریں کشتیاں لانے لگیں   بلبلیں بھی یہ ترانہ باغ میں گانے لگیں

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِؑ خدا کو افسری

آسماں نے اپنے سب اختر نچھاور کردیے   پیشِ حضرت ہدیۂ دریا نے موتی دھردیے
شاعروں نے جب قصیدے نذر سرتا سر دیے   شہؑ نے ایک ایک بیت پر جنت میں سو سو گھر دیے

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِ خدا کو افسری

جز ائمہ یہ نہیں کرتا کسی کی بھی ثنا
جھوم کر اپنا قصیدہ پڑھ رہا ہے برملا
تجم بھی لے گا مقرر اپنے آقا سے صلا
تم بھی ہاں اے اہلِ محفل جوش میں کہدو ذرا

کیوں نہ مصروفِ طرب ہوں عاشقانِ حیدریؑ
آج اُمت کی ملی شیرِ خدا کو افسری

○

منقبت

منصور ہوا تختِ خلافت پہ جو قابض
کچھ اور بھی مضبوط ہوئی ظلم کی بنیاد

غیروں کی حکومت تھی مدینہ پہ نبیؐ کے
اک گوشہ میں اولادِ پیمبرؐ بھی تھی آباد

اس شان سے سادات کا اک قافلہ نکلا
تاریخ کے صفحات پہ لکھی گئی روداد

اونٹوں پہ مقید حسنِ پاک کے فرزند
زنجیروں میں جکڑی ہوئی معصوم کی اولاد

زلفوں میں وہ نکہت کہ مدینہ کو نہ بھولی
شکلوں کی یہ صورت کہ حسینوں کو رہیں یاد

سجدوں کی موالات سے پیشانیاں روشن
روزوں کی مدارات سے لاغر تن ناشاد

قرآں کی تلاوت سے ہر اک لفظ میں تاثیر
حق گوئی کی قوت سے اسیری میں بھی آزاد

کردار کے انداز کی چہروں پہ جلالت
فطرت میں پیمبرؐ کی طرح حلمِ خدا داد

اخلاق کی تکمیل سے انسان مکمل
اجداد کے اوصاف سے سرمایۂ اجداد

دینے انہیں تسکین چلے حضرتِ صادقؑ
بے چین ہوئے سُن کے جو معصوم یہ روداد

فرماتے تھے انصار نے پورا نہ کیا عہد
کیا قول پیمبرؐ کو دیا تھا نہ رہا یاد

یہ حال مدینہ میں ہو اولادِ نبیؐ کا   اور شہر میں موجود ہو انصار کی اولاد
مجبور قضا و قدر انسان ہے ورنہ   واللہ مرے دل میں بھی تھی حسرتِ امداد
یہ کہہ کے بڑھے عمِ مکرم کی طرف آپ   چاہا کوئی تسکین کا کلمہ کریں ارشاد
اک فوج کے سرہنگ نے معصوم کو روکا   سختی سے ہوا صرف سخن بانیِ بیداد
خاموش پھرا گھر کی طرف حجتِ خالق   ناشاد کو ظالم نے کیا اور بھی ناشاد
جنبش ہوئی اک بار اُدھر قہر خدا کو   کچھ دور گیا تھا نہ ابھی فوج کا جلاد

اک لحظہ میں بے جان ہوا اونٹ سے گر کر
با آلِ نبیؐ ہر کہ در افتاد بر افتاد

○

منقبت

محوِ طاعت تھے حضرتِ صادقؑ   ہو رہے تھے خدا سے راز و نیاز
تھی ضیا بار مسجدِ نبویؐ   حجتِ عصر پڑھ رہے تھے نماز
اک مسافر تھا خوابِ غفلت میں   صحنِ مسجد میں ایک سمت دراز
نیند سے یک بیک جو آنکھ کھلی   وہم تھا فہم میں خلل انداز
شک ہوا یہ کہ میرا زادِ سفر   چل دیا لے کے کوئی دست دراز
دیکھ کر محوِ طاعت خالق   آیا نزدیک افتخارِ حجاز
بولا حضرتؑ سے میرا کیسۂ زر   آپ ہی نے لیا ہے بندہ نواز
شرفِ معرفت نہ تھا حاصل   چھان ڈالے تھے کو عراق و حجاز
نا شناسِ مدارجِ سرکار   جب کہ سمجھانے سے نہ آیا باز
لایا بیت الشرف میں ساتھ اُسے   دودمانِ نبیؐ کا مایۂ ناز

دے دیا ایک کیسۂ پُر زر		کہ سخاوت میں تھا یہ گھر ممتاز
اپنی جائے قیام پر آیا		جب وہ کیسہ لیے بہ فخر و ناز
دیکھا رکھا ہے اپنا کیسۂ زر		شرم سے رنگِ رُخ نے کی پرواز
اُلٹے قدموں پھرا لیے کیسہ		تا کہ واپس کرے بہ عجز و نیاز
سُن کے سب حال اُس مسافر سے		یوں ہوا دُرفشاں وہ فخرِ حجاز
اہلِ بیتِ رسولؐ ہیں ہم لوگ		ہم میں سب ہیں رسولؐ کے انداز
دے چکے جو وہ پھر نہیں لیتے		جانتے ہیں اِسے عراق و حجاز

ہم ہیں ابرِکرم زمانے میں
قطرہ از ما بما نہ گردد باز

O

شاعر

عجب یہ دور ہے شاعر کی زندگی کے لیے		بجے ہوئے ہیں اکھاڑے سخن وری کے لیے
رکھا تھا دوش پہ قدرت نے سراہی کے لیے		تلاش ہوتے ہیں موضوع سرکشی کے لیے
غزل کی حد میں بھی جائز یہ جوڑ توڑ نہیں		شعورِ مدح اور آپس میں دشمنی کے لیے
ہر ایک اپنے کو استادِ فن سمجھتا ہے		یہاں جگہ ہے نہ عرفؔی نہ انوریؔ کے لیے
جہاں ہو پیشِ نظر اپنے مرتبہ کا سوال		وہاں خلوص کہاں مدح گستری کے لیے
یہ ایک فرض ہے شاعر ہو یا مقرر ہو		دلیل نازش و سازش نہیں کسی کے لیے

بنائے مدح پہ جنگ وجدل ہو اپنوں میں
مقام شرم ہے ایسی سخن وری کے لیے

ستم یہ ہے کہ جو فکرِ سخن سے ہیں محروم
وہ رعب اپنا جماتے ہیں برتری کے لیے

کسے خبر تھی کہ آئے گا اپنے ہی ہاتھوں
یہ وقت ملتِ مظلوم جعفری کے لیے

خلوصِ دل بھی ضروری ہے فکرِ مدح کے ساتھ
جلاؤ شمع اندھیرے میں روشنی کے لیے

نماز و روزہ بھی واجب ہیں ان کے ساتھ مگر
چنا گیا ہے ہمیں مدحتِ علیؑ کے لیے

کیا وہ مطلعِ نو فکر نے سپردِ قلم
جو اک ثبوت ہے ایمان و آگہی کے لیے

کھلی ہے راہِ مودت کی ہر کسی کے لیے
اگر ہے دل شہِ مرداں کی پیروی کے لیے

مجھے علیؑ کی محبت نے سر شناس کیا
چراغ عرش سے لایا ہوں روشنی کے لیے

وہ زمزمے کی ہو محفل کہ ہمہمے کی فضا
ملا ہے نطق زباں کو علیؑ علیؑ کے لیے

مقام مدح میں سوداؔ ہوں یا وہ انشاؔ ہوں
ہر ایک وقف رہا مدح گستری کے لیے

فصیحؔ و میرؔ و منیرؔ اور آتشؔ و ناسخؔ
شرف ملا انہیں مدحت کی زندگی کے لیے

ذرا اندھیرا سا دیکھا جو بزمِ مدحت میں
انیسؔ اور دبیرؔ آئے روشنی کے لیے

O